اقعہ ہے کہ جب نابغہ ذبیانی مدینہ آیا تو لوگوں نے ایک مغنیہ سے کہا کہ ذرا ان کے وہ اشعار جن میں قافیہ کا غلط استعمال ہے کچھ اس طرح پڑھ کر سناؤ کہ ان پہ ان کی غلطی واضح ہوجائے چنانچہ مغنیہ نے اس طرح اشعار ادا کئے جس کے بعد نابغہ نے خود اپنی غلطی محسوس کرلی کہ ایک شعر میں انھوں نے "الاسود" قافیہ استعمال کیا ہے اور دوسرے میں "یا لبد" اور ایک ہی قصیدے کے اندر ایک قافیے میں پیش اور دوسرے میں زیر مناسب نہیں۔ وہ خود کہا کرتا تھا کہ میری شاعری میں خامیاں تھیں لیکن جب میں مدینہ سے جاکر واپس لوٹا تو میں سب سے بڑا شاعر تھا۔[۱۶]

اس دور کے شعراء کو اپنے کلام کی قدر قیمت کا اندازہ خود بھی تھا۔ وہ اپنی شاعری پر خود تنقیدی نظر ڈالتے تھے۔ ہر شاعر اپنے کو دوسرے شاعر سے بڑا ثابت کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر مجموعی حیثیت سے وہ امرؤالقیس کو سب سے بڑا شاعر تصور کرتے تھے۔ ایک بار حضرت لبید کوفہ سے گذر رہے تھے۔ لوگوں نے ایک شخص کو ان کے پیچھے لگایا کہ ذرا ان سے دریافت کرو کہ سب سے بڑا شاعر کون ہے۔ اس نے جاکر پوچھا تو انھوں نے بتایا امرؤالقیس، اس نے پوچھا اس کے بعد تو آپ نے کہا طرفہ، اس کے بعد تو انھوں نے کہا میں خود ہوں۔[۱۷] اس طرح وہ مقولہ بھی ان کی ناقدانہ ذہنیت کی دلیل ہے۔

عہدِ اسلامی :

ظہورِ اسلام نے عربوں کی زندگی میں انقلاب پیدا کیا۔ ان کی زندگی کی قدریں اور شب و روز کی سرگرمیاں یکسر تبدیل ہوگئیں۔ خیر و شر، صحیح و غلط، نیک و بد کے پیمانے بدل گئے۔ ان کی معاشرتی، سماجی، تہذیبی، اجتماعی اور مذہبی زندگی میں عظیم انقلاب رونما ہوا۔ وفا و دوستی کے معیار، لین دین کے اصول، صلح و

جنگ کے قواعد، دوستی و دشمنی کے طریقوں، شجاعت و بہادری کے پیمانوں میں بھی نمایاں تبدیلی ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی لوگوں کے سوچنے سمجھنے کے انداز میں بھی تبدیلی آئی۔ اسلام نے معاشرے میں پھیلی ہوئی اخلاقی، سماجی اور اجتماعی برائیوں کا خاتمہ کیا، غلط قسم کے رسوم و رواج اور معتقدات کی اصلاح کی کوشش کی۔ اخلاق و کردار کے پیمانے، حمد و شرافت کے اصول اور غور و فکر کے انداز میں تبدیلی آئی تو بھلا شاعری ان اثرات سے اپنے آپ کو کیسے محفوظ رکھ سکتی تھی کیونکہ کسی قوم کا سب سے زیادہ حساس عنصر شعراء ہی ہوا کرتے ہیں چنانچہ ہم عہد جاہلیت اور صدر اسلام کی شاعری میں نمایاں فرق محسوس کرتے ہیں گو کہ فنی اعتبار سے شاعری قدیم طرز پر باقی رہی مگر فکری اعتبار سے اس میں عظیم تبدیلی رونما ہوئی۔ اسی طرح اسلام نے نقد کے باب میں بھی کچھ نئے اصولوں کو متعارف کرایا۔ اس نے غلط قسم کی جانبداری، دروغ گوئی، مبالغہ آرائی اور فخریہ کلام کو ممنوع قرار دیا۔

(باقی)

مفکر ملت نمبر

معروف اہل قلم مولانا شمس نوید عثمانی کی نظر میں

یہ خصوصی نمبر شائع ہوئے تقریباً ۱۴ ماہ ہو چکے ہیں۔ اور میری قسمت میں اس کے مطالعہ کی سعادت آج ۱۵ مارچ ۸۹ء کو اس وقت آرہی ہے جبکہ میں رام پور یا سے دہلی اپنے ایک مشنری سفر پر آیا ہوا ہوں اور اپنے مرحوم برادر بزرگ مفتی صاحب کے گھر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اور یہ خصوصی نمبر کا تحفۂ خاص میرے عزیز عمید الرحمن عثمانی مہتمم ادارۂ ندوۃ المصنفین اور اس خصوصی نمبر کے ناشر نے میرے ناقص ہاتھوں میں بدست خود پیش کیا ہے۔

اگر سیرتِ انسانی ہی اصل انسانی وجود کا صحیح اور لافانی روپ ہے تو گویا اس خصوصی نمبر کے مرتبین اور شرکا تحریر نے دوبارہ اس مرحوم شخصیت کو اپنی "روشنائی" سے اس طرح زندہ کر دیا ہے جس طرح خون حیات سے انسانی صورت زندہ نظر آیا کرتی ہے۔ میں نے جہاں تک اس خاص نمبر کا مطالعہ کر لیا ہے۔ اس کے ہر مضمون نگار اور شاعر نے مجموعی طور پر ایک ہی حقیقت کی بنیادی شہادت دی ہے کہ مفتی عتیق الرحمن عثمانی خلق و سیرت کے لحاظ سے واقعی "انسان" تھے۔ وہ "انسان" جس کے متعلق غالب مرحوم نے کہا،

آدمی کو بھی میسر نہیں "انساں" ہونا

حقیقت یہ ہے کہ سیرت اور حسن خلق ایمان و عمل کا عطر اور جوہر ہے اور اسی